السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

دلہایادلہن کے حق میں نکاح میں خطبہ مسنونہ کے بعد ذیل کی دعائیں پڑھنی جیساکہ علاقہ مدراس میں.جماعت احناف کے نکاح خواں میں پڑھتے ہیں جائز ہیں یانہیں ؟ نیز بعدنکاح دلہادقاضی اورخویش واقارب کی قدم بوسی کرتا ہے ۔ کیاایسا کرنا بدعت اور خلاف سنت نہیں ہے ؟

مروجہ ادعیہ یہ ہے :

1: اللہم اَلف بینہما کماالفت بین سیدنا آدم وسیدنا حواء الصلوۃ والسلام

2: اللہم اَلف بینہما کماالفت بین سیدنا ابراہیم وسیدنا سارہ الصلوۃ والسلام

3: اللہم اَلف بینہما کماالفت بین سیدنا موسیٰ وسیدنا صفورہ الصلوۃ والسلام

4: اللہم اَلف بینہما کماالفت بین سیدنا سلیمان وسیدنا بلقیس الصلوۃ والسلام

5: اللہم اَلف بینہما کماالفت بین سیدنا یوسف وسیدنا زلیخا الصلوۃ والسلام

6: اللہم اَلف بینہما کماالفت بین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وسیدنا خدیجۃ الکبریٰ وعائشہ علیہم الصلوۃ والسلام

7: اللہم اَلف بینہما کماالفت بین سیدنا آدم وسیدنا فاطمہ علیہم الصلوۃ والسلام

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

دولہا دلہن دونوں کے حق میں یاصرف دولہا کے حق میں بعدازنکاح متعدد صحیح حدیثوں میں دعا نبوی وارد ہے اور جس آں حضرتﷺ نے صحابہ کو تعلیم دی ہے اس کے الفاظ یہ ہیں :

1: حضرت عبدالرحمن بن عوف سے ان کے نکاح کی خبر سن کر آپﷺ نے فرمایا : بارک اللہ لک (بخاري)

2: بارک اللہ لک وبارک علیک وجمع بینکمافی خیر (ترمذی)

3: اللہم بارک لہم وبارک علیہم (نسائی)

4: بارک اللہ لکم وبارک فیکم وبارک علیکم

5: بارک اللہ فیک وبارک لک فیہا (احمد عن عقیل)

یہ مختصر دعا جوالفاظ کے تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ مختلف صحابہ سے مروی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ : اللہ تعالیٰ اس نکاح کو تم دونوں (میاں بیوی) اور تمہارے متعلقین کےلئے ہر قسم کی بھلائی اور خیر وبرکت کا باعث بنائے تمہیں آفات وبلیات سے محفوظ رکھے ۔

تمہیں صالح اور سعادت منداولاد بخشے تم دونوں کو محبت الفت کے ساتھ بھلائی اور نیکی پر قائم رکھے ۔ ظاہر ہے کہ یہ دعا نہایت جامع کافی اوروافی ہے ۔

امام بخاری نےاپنے صحیح میں باب کیف یدعی للمتزوج ؟ کے تحت میں عبدالرحمن بن عوف کی حدیث ذکر کی ہے ۔ جس میں بارک اللہ لک کے ساتھ دعامذکورہے ۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں : ودل صنیع المؤلف علی أن الدعاء للمتزوج بالبرکۃ ہوالمشروع ولاشک أنہا لفظہ جامعۃ یدخل فیہا کل مقصود من والد وغیرہ (فتح الباری 222/9)

پس اس جامع مسنون دعا کے ہوتے ہوئے اپنی طرف سے دوسری دعا گھڑنا دعائے نبوی کوکافی اورجامع نہ سمجھنے پر دال ہے اوردعائے نبوی سے اعراض کرنا ہے جوبڑی بدبختی اورشقاوت ہے ادعیہ مذکورہ مسنونہ بتدعہ میں

چوتھی اورپانچویں دعا اس وجہ سے بھی واجب الترک ہے کہ حضرت یوسف کا امراۃ عزیز مصر (زلیخا یا راعیل بنت رعابیل) سے اورحضرت سلیمان کا بلقیس سے نکاح کرنا کسی صحیح اور معتبر روایت سے ثابت نہیں ہے ۔

وفى القصة إن الملك توّجهٗ وختمه وولاه مكان العزيز وعزله فمات بعد، فزوجه امرأته فوجدها عذراء وولدت له ولدين وأقام العدل بمصر ودانت له الرقاب   قاله السيوطى   وعن ابن زيد أن يوسف عليه السلام تزوج امرأة العزيز فوجدها بكراً، وكان زوجها عنيناً (5/47)

وَقالَ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحاقَ: لَمّا قالَ يُوسُفُ لِلْمَلِكِ: اجْعَلْنِي عَلى خَزائِنِ الْأَرْضِ إِنِّي حَفِيظٌ عَلِيمٌ [يوسف: 55] قالَ الْمَلِكُ: قَدْ فَعَلْتُ، فَوَلَّاهُ فِيما ذَكَرُوا عَمَلَ إِطْفِيرَ، وَعَزَلَ إِطْفِيرَ عَمّا كانَ عَلَيْهِ، يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَكَذلِكَ مَكَّنّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْها حَيْثُ يَشاءُ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنا مَنْ نَشاءُ وَلا نُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ قال: فَذُكِرَ لِي - وَاللَّهُ أَعْلَمُ - أَنَّ إِطْفِيرَ هَلَكَ فِي تِلْكَ اللَّيالِي، وَأَنَّ الْمَلِكَ الرَّيّانَ بْنَ الْوَلِيدِ زَوَّجَ يُوسُفَ امْرَأَةَ إِطْفِيرَ راعِيلَ، وَأَنَّها حِينَ دخلت عليه قال لها: أَلَيْسَ هذا خَيْرًا مِمّا كُنْتِ تُرِيدِينَ؟ قَالَ: فَيَزْعُمُونَ أَنَّهَا قالَتْ: أَيُّهَا الصِّدِّيقُ لَا تَلُمْنِي، فَإِنِّي كُنْتُ امْرَأَةً كَما تَرى حَسْناءَ جَمِيلَةً نَاعِمَةً فِي مُلْكٍ وَدُنْيا، وَكانَ صاحِبِي لا يَأْتِي النِّساءَ، وَكُنْتَ كَما جَعَلَكَ اللَّهُ فِي حُسْنِكَ وَهَيْئَتِكَ عَلى ما رَأَيْتَ، فَيَزْعُمُونَ أَنَّهُ وجدها عذراء، (تفسير ابن كثير 2/594)

ان عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت یوسف کے عزیز مصر کی بیوی سے نکاح کی حکایت محض ایک داستان ہے جس کی کوئی اصل اورسند نہیں۔

وأخرج ابن المنذر، وعبد بن حميد، وابن أبي شيبة وغيرهم عن ابن عباس فى أثر طويل "إن سليمان تزوجها بعد ذلك"، قال أبو بكر بن أبي شيبة: ما أحسنه من حديث.

قال ابن كثير فى تفسيره بعد حكاية هذا القول: بل هو منكر جداً، ولعله من أوهام عطاء بن السائب على ابن عباس والله أعلم   والأقرب فى مثل هذه السياقات أنها متلقاة عن أهل الكتاب مما يوجد فى صحفهم كروايات كعب ووهب سامحهما الله فيما نقلاإلى هذه الأمة من بنى إسرائيل؛ من الأوابد والغرائب والعجائب، مما كان، ومما لم يكن ومما حرف وبدل ونسخ، وقد أغنانا الله سبحانه عن ذلك بما أصح منه وأنفع وأوضح وأبلغ انتهى   فتح البيان 7/73)

غرض یہ کہ حضرت یوسف کا زلیخا سے اورحضرت سلیمان کا بلقیس سے نکاح کا معاملہ داستان سے زیادہ کچھ نہیں رکھتا۔

بنابریں یہ مروجہ دعا ترک کردینی چاہیئے ۔کسی صحیح یا ضعیف روایت سے زمانہ رسالت یا زمانہ صحابہ میں نکاح کے بعد دولہا کا قاضی یا دیگر خویش واقارت کی قدمبوسی کرنی ثابت نہیں ۔اس لئے یہ فعل ہونے کی وجہ سے سخت مذمت ہونے کی وجہ سے سخت مذموم ہے ۔ایسا ہی ایجاب وقبول کے بعد دولہا کا حاضرین مجلس کو کھڑا ہو کر سلام کرنا بھی بدعت ہے ۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ شیخ الحدیث مبارکپوری

جلد نمبر 2۔کتاب النکاح

صفحہ نمبر 181

محدث فتویٰ